عبدالرحیم نیاز　　　　رحیم یار خان

سندھ کا المیہ... علماء کے لئے لمحۂ فکریہ

پچھلے دنوں ایک نو مسلم عبداللہ نامی طالب علم کو ہندوؤں نے سکھر سے اغوا کر لیا ہے جس پر مسلمانوں نے احتجاجی مظاہرے کئے پھر ان مظاہرین پر پولیس نے مشق فائرنگ کی جس سے کئی افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ اور سندھ کے علماء نے عوام سے اپیل کی ہے کہ ہندو کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے علماء کرام کا یہ اعلان ہر باحمیت مسلمان کے قلبی احساسات کی ترجمانی ہے اور یہ اعلان اس لحاظ سے بھی نوید مسرت ہے کہ علماء کرام کو اصل دشمن کا احساس ہو چکا ہے۔ اور پھر یہ کہ اس طرح کی واردات کا یہ پہلا واقعہ نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی ہندوؤں نے اس طرح کی وارداتیں کی ہیں۔ اس وقت سندھ میں مسلمان اپنے دینی بھائی مسلمان کی خون ریزی کے جرم کا جس نوعیت سے ارتکاب کر رہا ہے وہ نہایت ہی اندوہناک ہے۔ اگر اس تخریب کاری کے عوامل کا عمیق نظر سے تجزیہ کیا جائے تو پس پردہ ہندو ہی کی سازش نظر آتی ہے۔ کیونکہ سندھ میں تمام تجارتی مراکز پر بنیئے کی اجارہ داری قائم ہے۔ سندھ کا زمیندار اور جاگیردار ہندو کا محتاج ہے کیونکہ یہ آسائش پسند طبقہ پورا سال اپنے اخراجات کے لئے بنئے کا دست نگر رہتا ہے اور جب فصل کی کٹائی اور پیداوار کے برداشت کا وقت آتا ہے تو زمین سے حاصل شدہ تمام سرمایہ پچھلے قرض اور اس کے سود کی ادائیگی کے معاوضہ میں بنئے کی دکان پر پہنچ جاتا ہے۔ زمیندار اسی طرح خالی ہاتھ رہ جاتا ہے۔ جب سندھ میں آبادکار پنجابیوں کی آمد شروع ہوئی تو انہوں نے غیر آباد اور بنجر اراضی کو آباد کرنا شروع کیا اور ساتھ ہی تجارتی مراکز پر ہندو کے ساتھ ان کا تقابل شروع ہو گیا۔ اور اسی طرح مہاجر نے بھی تجارت اور صنعت پر ان کے ساتھ عمل مسابقت شروع کر دیا۔ مسلمانوں کا یہ عمل چونکہ ہندو کے لئے پیغام موت تھا۔ اس لئے اس نے اپنے مفادات کے پیش نظر مسلمانوں کے درمیان لسانی اور طبقاتی منافرت کے ان جذبات کو مذہبی رنگ میں پھیلانا شروع کر دیا اور سندھ کے ان سیاست دانوں کا آلۂ کار ثابت ہوا جن کی سیاست کا مدار ہی سندھی قومیت اور تفریق و تقسیم ملک کے نظریات پر ہے۔ ہمارے اس دعویٰ کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ پچھلے سال ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۸۹ء کو کراچی میں مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یوم پیدائش منایا گیا۔ اس تقریب کا اہتمام بظاہر مولانا عزیز اللہ بوہیو سربراہ سندھ ساگر پارٹی کی طرف سے تھا۔ لیکن پس پردہ اس کی پشت پناہی "جئے سندھ" تحریک کے قائدین نے کی۔ اور اس تقریب میں مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسہ میاں ظہیر الحق صاحب دین پوری کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ اور انہوں نے اس تقریب میں شرکت کی۔ میاں صاحب نے اپنی اس سفری روئیداد کو "امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی کی یادیں کچھ باتیں" کے عنوان سے ایک کتابچہ کی شکل

میں شائع کیا ہے۔ اس کتابچہ میں ایک عنوان یہ ہے "امام عبیداللہ سندھیؒ جناب جی ایم سید کی نگاہ میں"۔ اس عنوان کے تحت میاں صاحب تحریر کرتے ہیں :۔

"سنہ ۱۹۸۹ء کی شام کو میں پریس کلب کراچی میں پہنچا تو سندھ کے دور دراز علاقہ کے ساتھ ساتھ کراچی شہر کے بھی ممتاز سیاسی، مذہبی، سماجی رہنما تشریف فرما تھے جن میں ممتاز وکلاء اور ہندو کامریڈ لیڈر حضرات بھی موجود تھے۔ اس تقریب میں پختون لیڈر۔ مہاجر۔ سندھی اور پنجابی حضرات مدعو تھے۔ یہ تقریب امام عبیداللہ سندھی کے جنم دن کی تقریب کے لئے منعقد کی گئی تھی۔ حضرت امام سندھی کی "جھنا زبدہ" سندھ ساگر پارٹی کی طرف سے اس کے سربراہ مولانا عزیزاللہ لوہو نے اس کا اہتمام کیا اور انہی کے بلاوے پر میں نے اس تقریب میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ ان کے ساتھ ساتھ میں مولانا عزیزاللہ خاں مزاری پنو عاقل سندھ سکھر کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے اپنی تمام مصروفیات چھوڑ کر خان پور ضلع رحیم یار خان سے کراچی تک میری رفاقت اختیار فرمائی جس کی وجہ سے میں کراچی پہنچ کر اپنے رفقاء اور بزرگوں سے مستفید ہو سکا۔ جلسہ میں مقررین نے حاضرین کو بہت محظوظ کیا۔ اختتام جلسہ پر جناب سید غلام شاہ بخاری نائب صدر "جیئے سندھ تحریک" نے فرمایا آپ کے ٹھہرنے کا انتظام ہمارے ہاں ہے۔ میں نے معذرت سے عرض کیا کہ اپنے عزیزوں کے ہاں ٹھہرا ہوں۔ بخاری صاحب نے فرمایا کہ یہ گاڑی جناب جی ایم سید صاحب نے بھیجی ہے۔ اب میں خاموش ہو کر ان کی گاڑی میں بیٹھ گیا تقریباً رات کے بارہ بجے تھے کہ ہماری گاڑی سید صاحب کی کوٹھی میں داخل ہوئی۔ توقع کے خلاف سید صاحب جاگ رہے تھے۔ ہم سے پہلے اس جلسہ کی ڈائری ان تک پہنچ چکی تھی اس پر دوستوں سے تبادلہ خیال ہو رہا تھا۔ بخاری صاحب نے میرے تعارف میں کہا کہ یہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کے نواسہ میاں ظہیرالحق دین پوری ہیں۔ تو انہوں نے فوراً اپنی آنکھوں پر چشمہ رکھا اور مجھے گلے لگالیا، اور کہا کہ " دین پوری چو"۔ سندھی آھی بابا ھن کی سندی چیئو"

جی ایم سید کے اس فرمان پر میاں صاحب اپنے نام کے ساتھ " دین پوری" کے لاحقہ کے بجائے "سندھی" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اب بھی وقت ہے کہ وہ علماء کرام جو لاشعوری طور پر ہندو کی اس سازشی تحریک کے آلہ کار کے طور پر مصروف عمل ہیں۔ اپنے نظریات اور عمل پر نظر ثانی کریں اور سندھی عوام میں اخوت اسلامی کا درس دے کر منافرت کے ان جذبات کو ختم کریں۔ اگر سندھ کے حالات کی یہی صورت حال رہی جو اس وقت ہے اور اس تخریب کاری میں روز بروز اسی طرح اضافہ ہوتا رہا تو پھر ان لادین سیاست دانوں کے یہ مذہبی نمائندے اپنی تباہی کو نوشتۂ دیوار یقین کر لیں اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم کر لیں کہ صرف اس عبداللہ کے اغواء پر ہندو اکتفاء نہیں کریں گے بلکہ یہاں آپ کی تفریق اور نااتفاقی کے باعث کئی عبداللہ اغواء ہوں گے۔